قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

الفضل لندن

مدیر ابو سعید

Online Edition

جمعۃ المبارک 02 اپریل 2021ء | 19 شعبان 1442 ہجری قمری | جلد:3 | شمارہ:79

فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

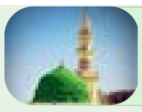

رسول کریمؐ فرماتے ہیں کہ: جو کسی نیک کام اور ہدایت کی طرف بلاتا ہے اس کو اتنا ہی ثواب ملتا ہے جتنا کہ ثواب اس پر عمل کرنے والے کو ملتا ہے اور اس کے ثواب میں سے کچھ بھی کم نہیں ہوتا۔

(صحیح مسلم کتاب العلم باب من سنّ سنۃ حسنۃ ... الخ حدیث 6804)

اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر حضرت علیؓ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

بخدا تیرے ذریعہ ایک آدمی کا ہدایت پا جانا تیرے لئے اعلیٰ درجہ کے سرخ اونٹوں کے مل جانے سے بہتر ہے۔

(صحیح البخاری کتاب الجہاد باب من اختار الغزو بعد البناء حدیث 2942)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحاتِ قلم

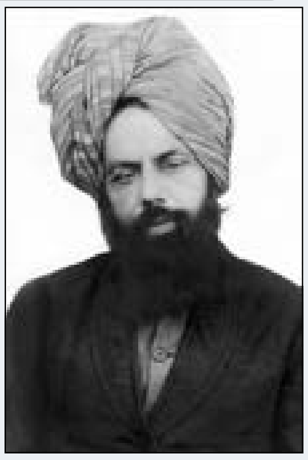

تبلیغ کے حوالہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے چند ارشادات

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں کیا یورپ اور کیا ایشیا ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دین واحد پر جمع کرے۔ یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کے لئے میں دنیا میں بھیجا گیا۔ سوتم اس مقصد کی پیروی کرو مگر نرمی اور اخلاق اور دعاؤں پر زور دینے سے۔

(رسالہ الوصیت۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 307-306)

مبلغین کی ضرورت کے حوالہ سے آپ علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’تبلیغ سلسلہ کے واسطے ایسے آدمیوں کے دوروں کی ضرورت ہے، مگر ایسے لائق آدمی مل جاویں کہ وہ اپنی زندگی اس راہ میں وقف کر دیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ بھی اشاعتِ اسلام کے واسطے دور دراز ممالک میں جایا کرتے تھے‘‘۔

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 682 ایڈیشن مطبوعہ ربوہ)

یورپ وغیرہ میں تبلیغ کا ذکر کرتے ہوئے آپ علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’ان ممالک میں جانا ایسے لوگوں کا کام ہے جو ان کی زبان سے بھی بخوبی واقف ہوں۔ اور ان کے طرز بیان اور خیالات سے خوب آگاہ (ہوں)‘‘۔

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 684 مطبوعہ ربوہ)

یہ وقت صدق و وفا کے دکھانے کا وقت ہے

اب وقت تنگ ہے۔ مَیں بار بار یہی نصیحت کرتا ہوں کہ کوئی جوان یہ بھروسہ نہ کرے کہ اٹھارہ یا انیس سال کی عمر ہے اور ابھی بہت وقت باقی ہے۔ تندرست اپنی تندرستی اور صحت پر ناز نہ کرے۔ اسی طرح اور کوئی شخص جو عمدہ حالت رکھتا ہے وہ اپنی وجاہت پر بھروسہ نہ کرے۔ زمانہ انقلاب میں ہے۔ یہ آخری زمانہ ہے۔ اللہ تعالیٰ صادق اور کاذب کو آزمانا چاہتا ہے۔ اِس وقت صدق و وفا کے دکھانے کا وقت ہے اور آخری موقع دیا گیا ہے۔ یہ وقت پھر ہاتھ نہ آئے گا۔ یہ وہ وقت ہے کہ تمام نبیوں کی پیشگوئیاں یہاں آ کر ختم ہو جاتی ہیں۔ اس لئے صدق اور خدمت کا یہ آخری موقع ہے جو نوع انسان کو دیا گیا ہے۔ اب اس کے بعد کوئی موقع نہ ہو گا۔ بڑا ہی بدقسمت وہ ہے جو اس موقع کو کھو دے۔ ’’نرا زبان سے بیعت کا اقرار کرنا کچھ چیز نہیں ہے بلکہ کوشش کرو اور اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگو کہ وہ تمہیں صادق بنا دے۔ اس میں کاہلی اور سستی سے کام نہ لو بلکہ مستعد ہو جاؤ اور اُس تعلیم پر جو میں پیش کر چکا ہوں عمل کرنے کے لئے کوشش کرو اور اس راہ پر چلو جو میں نے پیش کی ہے‘‘۔

(ملفوظات جلد 6 صفحہ 263 تا 264۔ ایڈیشن 1984ء مطبوعہ انگلستان)

ارشادِ باری تعالیٰ

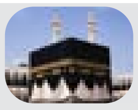

وَ مَنۡ اَحۡسَنُ قَوۡلًا مِّمَّنۡ دَعَاۤ اِلَی اللّٰہِ وَ عَمِلَ صَالِحًا وَّ قَالَ اِنَّنِیۡ مِنَ الۡمُسۡلِمِیۡنَ۔

(حٰمٓ السجدۃ: 34)

ترجمہ: اور بات کہنے میں اس سے بہتر کون ہو سکتا ہے جو اللہ کی طرف بلائے اور نیک اعمال بجالائے۔ اور کہے کہ مَیں یقیناً کامل فرمانبرداروں میں سے ہوں۔

فرمانِ خلیفۂ وقت

حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

پس ایک داعی الی اللہ کے لئے یہ ضروری ہے اور صرف یہ داعی الی اللہ کو یاد رکھنا ہی ضروری نہیں ہے بلکہ ہر احمدی چاہے وہ فعال ہو کر تبلیغ کرتا ہے یا نہیں اگر دنیا کے علم میں ہے کہ فلاں شخص احمدی ہے، اگر ماحول اور معاشرہ جانتا ہے کہ فلاں شخص احمدی ہے تو وہ احمدی یاد رکھے کہ اس کے ساتھ احمدی کا لفظ لگتا ہے، اگر وہ تبلیغ نہیں بھی کر رہا تو تب بھی اس کا احمدی ہونا اسے خاموش داعی الی اللہ بنا دیتا ہے۔ بعض دفعہ غیر احمدیوں اور غیر مسلموں کے مجھے خط آ جاتے ہیں کہ آپ کی جماعت کی نیکی کی تو بڑی شہرت سنی ہے اور آپ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم سب مسلمانوں سے اچھے ہیں، لیکن فلاں احمدی نے مجھے اس طرح دھوکہ دیا ہے، میرا حق اُس سے دلوایا جائے۔ تو ایک احمدی کا ایک عمل، ایک فعل، پوری جماعت کی بدنامی کا باعث بن جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ جو انسانی فطرت کی پاتال تک سے واقف ہے جس طرح وہ اپنی مخلوق کو جانتا ہے کوئی اور نہیں جان سکتا ہے، اسی نے پیدا کیا ہے۔ اس نے یہ فرمایا کہ دعوت الی اللہ کرنے والے سے کون بہتر ہو سکتا ہے؟ تو ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ دعوتِ الی اللہ کرنے والے کی کوشش ہوتی ہے اور ہونی چاہئے کہ وہ اعمالِ صالحہ بجالائے اور یہ اعلان کرے کہ مَیں کامل فرمانبردار بنتا ہوں یا بننے کی کوشش کروں گا۔ مجھ پر مسلمان ہونے کا احمدی ہونے کا صرف Label نہیں لگا ہوا۔ بلکہ مَیں خدا تعالیٰ کے احکامات کو کامل فرمانبرداری سے ادا کرنے کی کوشش کرنے والا ہوں اور ایک مسلمان فرمانبردار تبھی بنتا ہے جب حقوق اللہ کی طرف بھی توجہ رہے اور حقوق العباد کی طرف بھی توجہ رہے۔ یاد رکھنا چاہئے کہ مسلمان کے فرمانبردار ہونے کا عبادت کے ساتھ بہت تعلق ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی فرمایا ہے کہ مسلمان وہی ہے جو دعا اور صدقات کا قائل ہو۔ (ملفوظات جلد اول صفحہ 195) حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام نے جب خانہ کعبہ کی دیواریں کھڑی کرتے ہوئے دعا کی اور ایک عظیم نبی کے برپا ہونے کے لئے خدا تعالیٰ سے دعا بقیہ صفحہ 7 پر

اس شمارہ میں

- دربارِ خلافت
- یاد رکھنا کہ خدا دیکھ رہا ہے پھر بھی (منظوم)
- دبستانِ حیات (قسط دہم)
- مکرم ومحترم طالب یعقوب مبلغ سلسلہ ٹرینیڈاڈ کا ذکر خیر

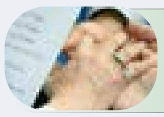

دربارِ خلافت

’’خدا تعالیٰ ان متکبر مولویوں کا تکبر توڑے گا اور انہیں دکھلائے گا کہ وہ کیونکر غریبوں کی حمایت کرتا ہے اور شریروں کو جلتی ہوئی آگ میں ڈالتا ہے۔‘‘ (حضرت مسیح موعودؑ)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

...دشمن چاہے چھُپ کر تدبیر کرے، پیار بھرے انداز میں تدبیریں کرے یا کھل کر دشمنی کرے تا کہ یہ نبی کے ماننے والے خوفزدہ ہو کر یا کسی طریقے سے بھی پیچھے ہٹ جائیں لیکن مضبوط ایمان والوں کا خوفزدہ ہونا تو ایک طرف رہا اِن کی تدبیریں نیک فطرتوں کے سینے فوراً کھول کر احمدیت کے حق میں ایسی ہوا چلاتی ہیں کہ جو کام ہمارے مبلغین سال میں نہیں کر سکتے وہ دشمنوں کے مکروں سے ہمارے حق میں ایک لمحے میں ہو جاتا ہے۔ پس کون ہے جو خدا تعالیٰ کے کاموں کو روک سکے؟ لیکن ان تکبر کرنے والوں کو کبھی سمجھ نہیں آئے گی۔ اللہ تعالیٰ نے جو یہ فرمایا کہ وہ اپنی سنّت میں تبدیلی نہیں کرتا تو اللہ تعالیٰ کی سنّت ایک اُس کی تقدیر غالب آنے کی سنّت ہے اور دوسرے ایسے ظالموں کو تباہ کرنے کی سنّت ہے۔

پس اللہ تعالیٰ کی طرف سے وارننگ ہے کہ اگر پہلے لوگ اس مخالفت کی وجہ سے اپنے بد انجام کو پہنچے تو آج بھی وہی خدا ہے اور اُسی طاقتوں کے مالک خدا کے وعدے ہیں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کیا زمین میں نہیں پھرے۔ اَوَلَمۡ یَسِیۡرُوۡا فِی الۡاَرۡضِ فَیَنۡظُرُوۡا کَیۡفَ کَانَ عَاقِبَۃُ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِھِمۡ وَکَانُوۡۤا اَشَدَّ مِنۡھُمۡ قُوَّۃً کہ کیوں دیکھتے اور جائزہ نہیں لیتے کہ قوموں کی تباہی کی تاریخ تمہیں کیا بتا رہی ہے۔ آج کل تو ٹی وی پروگراموں میں، رسالوں میں، گھر بیٹھے ہی پُرانے دفینوں کے نظارے ہو جاتے ہیں کہ کتنی قومیں تھیں جو مختلف آفات کی وجہ سے دفنا دی گئیں، پوری کی پوری بستیاں زمین میں دفن ہو گئیں۔ بلکہ اس زمانے میں بھی ہم دیکھتے ہیں کہ جب زلزلے آتے ہیں تو کئی بستیاں دفن ہو جاتی ہیں۔ تو عبرت حاصل کرنے والوں کے لئے یہ بھی بڑا عبرت کا مقام ہے۔ قرآنِ کریم میں ان کا ذکر فرما کر اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو تو عقل کے ناخن لینے کی پہلے ہی ہدایت کر دی تھی کہ ہوش سے کام لینا، اس قسم کی حرکتیں نہ کرنا کہ پہلی تاریخ تم پر بھی دہرائی جائے۔ لیکن افسوس کہ مسلمان باوجود اس تنبیہ کے اس عبرتناک تنبیہ کو بھول گئے۔ اللہ تعالیٰ ہر بڑے تکبر کرنے والے اور اپنی تدبیروں پر بھروسہ کرنے والے اور اپنی طاقت کے گھمنڈ میں سرشار کو فرماتا ہے کہ تمہارے یہ تکبر کچھ کام نہیں آئیں گے۔ فرمایا وَکَانُوۡۤا اَشَدَّ مِنۡھُمۡ قُوَّۃً۔ کہ وہ بڑے طاقتور لوگ تھے جو تمہارے سے پہلے تھے۔ ایک تو وہ تمہاری آج کی حکومتوں سے زیادہ طاقتور تھے۔ دوسرے اُن نبیوں کے مقابلے میں بہت زیادہ طاقتور تھے۔ دنیاوی حیثیت سے نبیوں کی کوئی حیثیت نہیں تھی لیکن جب اللہ تعالیٰ کی لاٹھی چلی، جب اللہ تعالیٰ نے کسی قوم کو فنا کرنے کا ایک فیصلہ کیا تو سب فنا ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں اس سنّت کا ذکر فرما کر ہر زمانے کے طاقتور اور فرعون اور اُن کے پروردوں کو بتا دیا کہ ایک تو اللہ تعالیٰ کی قدرتوں کے مقابلے میں تمہاری طاقت کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔ دوسرے اللہ والوں کے لئے اللہ تعالیٰ کی حمایت کا اعلان بظاہر اُن کی کمزور حالت کے باوجود اُنہیں طاقتور بنا دیتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی طاقت اُن کے پیچھے ہوتی ہے۔ اور طاقتور سمجھے جانے والے، ایک وقت ایسا آتا ہے کہ قصہ پارینہ بن جاتے ہیں، ختم ہو جاتے ہیں۔ کوئی نہیں جانتا کہ وہ کہاں تھے اور کہاں گئے؟ پس اللہ والوں کے مخالفین کو ہوش کرنی چاہئے اور اس حقیقت کو سمجھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجے ہوئے کا مقابلہ اللہ تعالیٰ سے مقابلہ ہے۔ اور اللہ تعالیٰ وہ ہے کہ فرمایا وَمَا کَانَ اللّٰہُ لِیُعۡجِزَہٗ مِنۡ شَیۡءٍ فِی السَّمٰوٰتِ وَلَا فِی الۡاَرۡضِ کہ آسمان اور زمین میں کوئی نہیں جو اللہ تعالیٰ کو عاجز کر سکے۔ پس ایک بیوقوف قوم جو ہے وہ یہی سمجھتی ہے یا بعض علاقوں کے، بعض ملکوں کے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم طاقتور ہیں۔ ہم ان تھوڑے سے اور معمولی حیثیت کے لوگوں کو زیر کر لیں گے۔ دنیاوی نظر سے دیکھا جائے تو یہ بیوقوفی نہیں، بڑی صحیح سوچ ہے کیونکہ طاقتور اور چالاک غالب آ جاتے ہیں۔ اور جب ہم دنیا کے حالات دیکھتے ہیں، آج کل بھی دیکھ لیں، طاقتور اور چالاک ہی ہیں جنہوں نے دنیا پر حکومت کی ہوئی ہے، حکومت کر رہے ہیں اور بظاہر مومن کہلانے والے اُن کے قبضے میں ہیں لیکن یہاں مقابلہ دنیاوالوں کا دنیا والوں کے ساتھ نہیں ہے۔ جب جماعت احمدیہ کا سوال آتا ہے، جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے ساتھ تعلق رکھنے والوں کا سوال آتا ہے تو دنیا والوں کا مقابلہ اللہ والوں کے ساتھ ہو جاتا ہے۔ ایک الٰہی جماعت کے ساتھ ہو جاتا ہے۔ پس یہاں دنیاوی اصول نہیں چلے گا بلکہ یہاں وہ جیتے گا جس کے ساتھ خدا تعالیٰ کھڑا ہو کر یہ اعلان فرمائے گا کہ وَمَا کَانَ اللّٰہُ لِیُعۡجِزَہٗ اور اللہ تعالیٰ ایسا نہیں کہ جسے کوئی عاجز کر سکے۔

پس آج اس زمانے میں ہمارے لئے یہ خوشخبری ہے لیکن ساتھ ہی ایک ذمہ داری کی طرف بھی توجہ ہے کہ اُس اللہ والے سے حقیقی رنگ میں جُڑ کر اللہ تعالیٰ سے ایک خاص تعلق پیدا کریں۔ اُن لوگوں میں شامل ہونے کی کوشش کریں جن کے حق میں اللہ تعالیٰ کی سنّت خاص نشان دکھاتی ہے۔ اپنی عبادتیں، اپنی دعائیں، اپنے عمل اس نہج

بقیہ صفحہ 8 پر

یاد رکھنا کہ خدا دیکھ رہا ہے پھر بھی

جرم ہے آگ سے بے کس کو بچاتے رہنا
سلسلہ عام ہے زندوں کو جلاتے رہنا

سینکڑوں قتل مگر ایک ہی دستور یہاں
نعش ہاتھوں میں لیے پاؤں گھساتے رہنا

بیٹیوں ماؤں کی تقدیر تو دیکھو لوگو!
چاک چادر پہ لہو گرد سجاتے رہنا

چیخنا پیٹنا انصاف کے دروازوں کو
ماتم عقل ہے بہروں کو سناتے رہنا

مرنے والوں کو تو مرنے کا سلیقہ ہی نہیں
جان دیتے ہوئے اپنوں کو رلاتے رہنا

گولیاں مار سلائے ہیں جنھوں نے گستاخ
گولیاں دے کے انہیں روز سلاتے رہنا

صبر گر جرم ہے بےصبر بنا دو مجھ کو
اور بےصبر کو پھر صبر سکھاتے رہنا

اسلحہ ساز خداؤں پہ ہنسی آتی ہے
مال اپنی ہی حفاظت پہ اُڑاتے رہنا

دیکھنا ہاتھ میں کشکول بڑا ہو ورنہ
خاتمہ طے ہے فقیروں کو بتاتے رہنا

ڈھیٹ دیوار ہے دھکوں سے گرے گی کیونکر
شان جھوٹوں کی صداقت سے گراتے رہنا

ایک تدبیر فتحیاب بنا دیتی ہے
نفس بھا جائے تو اوقات بتاتے رہنا

یاد رکھنا کہ خدا دیکھ رہا ہے پھر بھی
اس کی رحمت کا تقاضا ہے بچاتے رہنا

(حافظ اسد اللہ وحید۔ سیرالیون)

منور احمد خورشید۔ واقفِ زندگی

دبستانِ حیات

قسط دہم

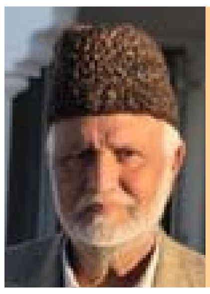

انمول ہیرا۔ پروفیسر ڈاکٹر عبد السلام صاحب

مکرم ڈاکٹر عبد السلام صاحب ایک ایسا انمول ہیرا تھے۔ جس کی روشنی چار دانگ عالم میں پھیل گئی اور ہر قوم، ملک، اور خطہِ ارضی کے لئے پاکستان کی نیک نامی اور تعارف کا سبب بنے۔

سینیگال پاکستان سے بہت دور دراز مقام ہے۔ وہاں سے ڈاکٹر صاحب کی نیک نامی کے چند واقعات پیش خدمت ہیں جو بظاہر ڈاکٹر صاحب کی شان و مرتبہ کے لحاظ سے کچھ بھی حیثیت نہیں رکھتے۔ کیونکہ آپ کے علمی کارناموں کے بارے میں بڑی بڑی ضخیم کتب لکھی گئیں۔ یہ کتابیں دنیا بھر کی لائبریریوں کی زینت بن چکی ہیں۔ ان کے سامنے یہ واقعات بہت معمولی نوعیت کے ہیں سورج کے آگے ایک چھوٹی سی شمع جلانے کے مترادف ہے۔

بہر حال اس ملک کے لحاظ سے ان واقعات کی اہمیت سے انکار بھی ممکن نہیں، کس طرح آپ کی شہرت اور نیک نامی اللہ تعالیٰ نے دنیا کے کناروں تک پہنچائی۔

(1) ایک روز سینیگال کے کولخ نامی شہر میں خاکسار ایک ڈاکٹر صاحب کے پاس بغرض علاج گیا۔ ڈاکٹر صاحب کو اپنا تعارف کرایا کہ میں پاکستانی ہوں اور جماعت احمدیہ کا مبلغ ہوں۔ ڈاکٹر صاحب فوراً بولے پاکستان ایک عظیم ملک ہے وہاں کے لوگ بہت عالم اور ذہین ہیں۔

میں نے پوچھا آپ یہ بات آپ کس حوالہ سے کر رہے ہیں۔ ان کے سامنے ایک فرانسیسی زبان میں رسالہ پڑا ہوا تھا جس پر ڈاکٹر سلام صاحب کی تصویر تھی اور ساتھ ہی آپ کے نوبل پرائز حاصل کرنے کی تفاصیل تھیں۔ انہوں نے فوراً مجھے وہ رسالہ دکھایا اور کہنے لگے ہم سب مسلمانوں کو اسلام کے اس بطل جلیل پر فخر ہے۔

(2) ایک دفعہ خاکسار ڈاکار سے تقریباً 250 کلومیٹر کے فاصلہ پر کسی کام کے سلسلہ میں گیا ہوا تھا۔ وہاں ایک پاکستانی دوست بھی مل گئے۔ ہم لوگ ایک ریستوران میں چائے پینے کے لئے چلے گئے۔ ہمارے ساتھ والی میز پر ایک یورپین چائے پی رہا تھا۔ اس سے باتیں شروع ہوگئیں اس نے پوچھا کہ ہمارا تعلق کس ملک سے ہے۔ ہم نے اسے بتایا کہ ہم پاکستانی ہیں۔ وہ شخص فوراً بولا ڈاکٹر عبد السلام کے ملک سے۔ خدا جانتا ہے مجھے کس قدر خوشی اور مسرت ہوئی کہ اس دور دراز علاقہ میں بھی ڈاکٹر صاحب کا نام نامی گونج رہا ہے۔ (اس شخص کا تعلق اٹلی سے تھا)

(3) سینیگال میں جماعت کے ایک مخلص اور فدائی ممبر آنرایبل کابنے کابا صاحب ایک روز اپنے ایک کزن کے ساتھ میرے گھر تشریف لائے۔ اتفاق سے ان کے کزن کا نام بھی کابنے کابا ہی تھا۔

یہ دوست ڈاکار یونیورسٹی میں فزکس کے پروفیسر ہیں۔ سیاست سے بھی ان کا تعلق ہے۔ آجکل اپنے شہر کے میئر بھی ہیں۔ جب یہ دونوں عزیز میرے گھر تشریف لائے (اول الذکر تو احمدی ہیں مگر موخر الذکر احمدی نہیں ہے۔)

جب باتیں شروع ہوئیں اور انہوں نے بتایا کہ وہ فزکس کے پروفیسر ہیں۔ میں نے انہیں پوچھا کیا آپ نے ڈاکٹر عبد السلام صاحب کا نام سنا ہے۔ وہ کہنے لگے آپ نے عجیب سوال کیا ہے۔ میرے نزدیک اس صدی میں کوئی آدمی انسان کہلانے کا مستحق نہیں ہے جو ڈاکٹر عبد السلام جیسی عظیم المرتبت شخصیت کے اسم گرامی سے ناآشنا ہو۔

یہ شخص تو ایسے لگتا تھا کہ ڈاکٹر سلام صاحب کا بہت بڑا عاشق ہے۔ اور تقریباً سارا وقت وہ ڈاکٹر صاحب کے علم، معرفت اور خدمات کا اس رنگ میں ذکر کرتا رہا جس طرح کوئی ڈاکٹر صاحب کا بہت ہی قریبی عزیز باتیں کر رہا ہو۔ اور یہ باتیں دل کی گہرائیوں سے کر رہے تھے انہوں نے یہ بھی بتایا کہ ڈاکٹر صاحب نے افریقن ممالک کی بے حد خدمت کی ہے۔ اور نیز بتایا کہ ڈاکار یونیورسٹی کا ایک شعبہ آج تک ڈاکٹر صاحب کے اٹلی میں قائم کردہ ادارہ سے استفادہ کر رہا ہے۔ ذٰلک فضل اللّٰہ یعطیہ من یشاء۔

ذکر خیر آنرایبل کابنے کابا جاکاٹے صاحب

مرحوم کابنے کابا صاحب سینیگال بھر میں بہت مقبول سیاسی اور انتظامی شخصیت تھے۔ ان کا تعلق سینیگال کے معروف شہر تانبا کنڈا سے تھا۔ آپ کا خاندان سیاسی اعتبار سے علاقہ بھر میں بہت ہی معروف و مقبول ہے۔ جس زمانہ میں، میں سینیگال میں تھا۔ اس دور میں تین ممبرز آف پارلیمنٹ ان کے اپنے گھرانہ میں سے تھے۔

بنیادی طور پر شعبہ تعلیم سے وابستہ تھے، بعد میں سیاسی میدان میں آگئے پھر مسلسل تین دہائیوں تک بطور ممبر آف پارلیمنٹ، میئر اور دیگر اعلیٰ عہدوں پر خدمت کی توفیق پائی۔

قبول حق کی سعادت

1995میں آنرایبل نجیک جینگ ڈپٹی سپیکر نیشنل آسمبلی کے ذریعہ جماعت کا پیغام پہنچا۔ پھر جلد ہی اللہ تعالیٰ نے دل کی گرہ کھول دی، جس کے بعد بشاشتِ قلبی اور انشراح صدر کے ساتھ بیعت کر کے لشکرِ احمدیت میں شامل ہوگئے۔ دراصل گیمبیا میں ان کے ایک عزیز رہتے تھے۔ جو احمدی تھے۔ جن کے ذریعہ سے کابنے صاحب کسی حد تک جماعت احمدیہ سے متعارف تھے۔

انفاق فی سبیل اللہ

سینیگال میں اوائل میں بیعت کرنے والے زیادہ تر دوست مزدور پیشہ یا زمیندار تھے جو حسبِ توفیق مالی قربانی کرتے تھے۔ جب آپ نے بیعت کی تو بفضل تعالیٰ دل کھول کر مالی قربانی پیش کرنے کی توفیق پائی، ان دنوں سینیگال بھر میں سب سے زیادہ مالی قربانی کرنے والے تھے۔

چندہ کی برکت۔ کیا خوب سودا نقد ہے

ابتدا میں ملک بھر میں کوئی مشن ہاؤس نہیں تھا۔ جماعتیں بھی نئی نئی بنی شروع ہوئی تھیں۔ اکثر زمیندار دوست تھے۔ جو گھاس پھونس کے چھوٹے چھوٹے گھرانوں میں رہتے تھے جو مشکل سے ان کے اہل خانہ کے سر چھپانے کے لئے ہی کافی ہوتے تھے۔ اس لئے دورانِ سفر رات گزارنے کا مرحلہ بہت کٹھن ہوتا تھا۔

جب کابنے کابا صاحب نے بیعت کر لی، تو اس کے بعد اکثر میرے گھر تشریف لاتے۔ ایک بار میں نے ان کے علاقہ میں تبلیغی دورہ پر جانے کا پروگرام بنایا۔ میں نے انہیں اطلاع دی کہ فلاں دن میں تانبا کنڈا کے علاقہ میں آنا چاہتا ہوں۔ بڑے خوش ہوئے اور ہمارے لئے ایک ہوٹل میں دو کمرے بک کرادئے۔ جب ہم لوگ وہاں پہنچے، ہمیں بڑے تپاک کے ساتھ خوش آمدید کہا اور پھر ہمیں ایک ہوٹل میں لے گئے۔ میں نے کہا مبلغ تو ہوٹل میں نہیں رہتے، ہم تو کہیں بھی رات گزار سکتے ہیں۔ کہنے لگے، یہ میں نے اپنی محبت سے کیا ہے۔ میں نے کہا۔ کیا ہی اچھا ہوتا، اگر آپ یہ رقم چندہ میں دے دیتے۔ نو مبایع تھے۔ اس لئے مالی قربانی کے نظام کے بارے میں ابھی تک پوری طرح نہیں جانتے تھے۔ اس پر میں نے ان کی خواہش پر مالی نظام کے بارے میں تفصیل کے ساتھ بتایا۔ کہنے لگے انشاءاللہ میں اب چندہ جات ادا کیا کروں گا۔

ابھی چند دن ہی گزرے تھے کہ ان کا مجھے فون آیا۔ کہنے لگے میں ڈاکار میں ایم پی ہاسٹل میں ہوں اور میری گاڑی خراب ہے۔ اس لئے اگر ممکن ہو تو میرے پاس ہاسٹل میں آجائیں۔ میں ہاسٹل پہنچ گیا۔ علیک سلیک کے بعد انہوں نے اپنا بریف کیس کھولا اور اس میں سے چار سو ڈالر نکال کر مجھے تھمادئے اور کہا کہ یہ میرا چندہ ہے۔ اس سے قبل کبھی کسی احمدی نے سینیگال میں اتنی بڑی مالی قربانی نہ کی تھی۔

چندہ کی برکت

اگلے روز مجھے ان کا تانبا کنڈا سے فون آیا۔ کہنے لگے جزاکم اللہ امیر۔ میں نے کہا کہ کس بات کا جزاکم اللہ۔ کہنے لگے، میں نے چندہ کی برکت دیکھ لی ہے۔ بتانے لگے۔ جب میں ڈاکار سے واپس اپنے شہر جارہا تھا۔ شام کے وقت میں نے ایک ویران علاقہ میں برلب سڑک نماز ادا کی اور کچھ کھایا پیا۔ اس کے بعد اپنی منزل کو رواں دواں ہوگئے۔ رستہ میں مجھے اپنے بریف کیس کی ضرورت پیش آئی۔ دیکھا تو، بریف کیس نہیں تھا، علم ہوا جہاں رکے تھے، ادھر ہی رہ گیا ہے، پریشانی میں واپس گئے، لیکن وہاں تو کچھ بھی نہ ملا، مایوس ہو کر واپس چل پڑے۔ سخت پریشانی تھی، لیکن کیا کر سکتے تھے۔ کہنے لگے، علی الصبح کسی نامعلوم شخص کا فون آیا اور پوچھا، آپ کون صاحب ہیں۔ میں نے بتایا کہ میں کابنے بول رہا ہوں۔ دوسری جانب سے آواز آئی کیا آپ کا کوئی سامان گم ہوا ہے۔ میں نے بتایا میرا بریف کیس کل راستہ میں گم گیا ہے اور بتایا کہ اس میں کچھ کرنسی ہے، چار پاسپورٹس اور ائرٹکٹس ہیں۔ کہنے لگے۔ آپ فکر نہ کریں وہ میرے پاس ہے۔ میں فلاں ہوٹل میں ہوں، آکر لے جائیں۔ یہ دوست ایک نیک دل انجینئر تھے جنہوں نے کمال ایمان داری کے ساتھ سب کچھ واپس دے دیا۔ درحقیقت بریف کیس میں خاصی کرنسی کے علاوہ سعودی عرب کے ویزہ شدہ پاسپورٹ اور ٹکٹیں تھیں۔

غیر ممکن کو ممکن میں بدل دیتا ہے۔ خلیفہ کے الفاظ

یہ مالی قربانی کا واقعہ، ان دنوں کی بات ہے۔ جب ان کی سیاسی پارٹی کے سربراہ نے انہیں آئندہ انتخابات میں ٹکٹ دینے سے معذرت کر دی تھی۔ بعد میں ایک اور وعدہ کیا مگر پھر مایوس کیا۔ میں نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی خدمت میں ان کی مالی قربانی اور سیاسی حالات کی پریشانی کے بارے میں بذریعہ فیکس اطلاع کی نیز دعا کی درخواست بھی کی۔ چند ایام کے بعد حضور انور کا خط ملا۔ فرمایا۔ انہیں بتائیں کہ فکر نہ کریں اللہ تعالیٰ ان کو پہلے سے بہتر مقام عطا کرے گا۔ پھر ایسا ہی ہوا۔ صدر مملکت نے انہیں وزیر کے برابر عہدہ پر متعین کر دیا۔ یہ ایک بہت ہی ایمان افروز واقعہ ہے۔

ایمان داری

بہت ہی قابل اعتماد اور ایمان دار انسان تھے۔ جب سینیگال میں، خاکسار نے جماعتی ضروریات کے لئے کچھ رقبہ خریدا، ملکی حالات کے تحت، اسے جماعت کے نام پر خرید نہیں سکتے تھے۔ یہ ایک ایکڑ رقبہ مرحوم کے نام پر خریدا گیا۔ بعد ازاں کافی سالوں کے بعد جماعت کے نام پر منتقل

کیا گیا۔آجکل اسی رقبہ میں جماعت کے دفاتر، گیسٹ ہاؤسزاور جلسہ گاہ ہے۔الحمد للہ

مہمان نوازی

خاکسار کو بہت دفعہ ان کے گھر میں شب بسری کا موقع ملتا رہا۔بہت ہی محبت اور پیار سے پیش آتے اور میری ادنیٰ ادنیٰ ضرویات کا خیال رکھتے۔ایک دفعہ گنی بساؤمیں ملکی حالات بگڑنے کی وجہ سے مرکزی کارکنان، مکرم حمیداللہ ظفر صاحب امیر جماعت گنی بساؤکی قیادت میں سینیگال میں ہجرت کرنی پڑی۔ گنی بساؤاور سینیگال کے بارڈر کے قریبی شہر میں ان کی رہائش کا انتظام کیا گیا۔انہی ایام میں پردیس در پردیس کی حالت میں عید آگئی۔ ہم نے کابنے کابا صاحب کے شہر میں عید پر اکٹھے ہونے کا فیصلہ کیا۔مکرم موصوف نے ایک سرائے جو بیرون شہر تھی،اس میں ہمارے قیام کا انتظام کیا۔اس دوران انہوں نے ہم سب کا اسقدر خیال رکھا کہ جو بہت ہی قابلِ ستائش ہے۔عید کے روز کھانا بن رہا تھا۔اس دوران کسی دوست نے کہا کہ لیموں ہونے چاہیے۔موصوف ادھر ہی تھے،فوری طور بن بتائے اپنی گاڑی پر کہیں چلے گئے۔ ہم نے سوچا کسی کام کے لئے گئے ہیں۔ گھنٹہ بھر کے بعد واپس تشریف لائے اور کہا یہ لیموں حاضر ہیں۔اس موسم میں لیموں ناپید تھے۔تلاشِ بسیار کے بعد کہیں سے لے ہی آئے۔یہ مختصر سا واقعہ ان کے اخلاقِ حسنہ کا مظہر ہے۔

ہمدرد اور باوفا دوست

سینیگال میں قیام کے دنوں میں میری والدہ محترمہ کا پاکستان میں انتقال ہوا۔آنرایبل کسی دور دراز علاقے میں دورہ پر گئے ہوئے تھے۔جب انہیں والدہ کی رحلت کا علم ہوا توفوری طور دورہ ملتوی کر کے بذریعہ ہوائی جہاز تعزیت کے لئے ڈاکار تشریف لے آئے۔

خلافت سے عشق

جب حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔فوری طور میرے گھر تشریف لائے۔اسی دوران مرکز سے ارشاد موصول ہوا کہ میں بھی انگلستان پہنچوں۔حسبِ ارشاد مرکز لندن جانے کے لئے میں ان کے ہمراہ ائرپورٹ پہنچا۔لیکن کوئی جہاز نہ مل سکا۔سارا دن ہم لوگ ادھر ہی محوِ انتظار رہے،شاید کوئی جہاز مل جائے۔لیکن سوائے مایوسی کے کچھ نہ مل پایا۔ اگلے روز پھر علی الصبح ائرپورٹ پر پہنچ گئے۔اب ایک ایئر لائن سے ٹکٹ ملنے کی کچھ امید پیدا ہوئی،لیکن اس کی قیمت عام ٹکٹ سے تین گنا زیادہ تھی۔ جو جماعتی مالی صورتِ حال کے پیشِ نظر میری سکت سے بہت بالا تھی۔ میں اب مایوسی کی کیفیت میں تھا۔ کابنے صاحب کہنے لگے،دیکھو زندگی میں ایسے مواقع بہت کم ملتے ہیں۔تم پیسوں کی فکر نہ کرو،یہ رقم میں ادا کردوں گا۔ میں نے کہا کہ پیسے آپ کے ہوں یا جماعت کے،بات تو ایک ہی ہے۔لیکن ان کی خلافت اور جماعت کی خاطر محبت سے لبریز جذبات آج تک میرے دل میں نقش ہیں۔ افریقہ میں اللہ کے فضل سے بہت احمدیت کے شیدائی ہیں جو جان ومال وآبرو کی قربانی کرنے کے لئے ہر آن صف بستہ تیار رہتے ہیں،لیکن میں نے اپنے جاننے والے احباب میں سے اسقدر جماعت کی خاطر وسیع القلب سعید روح نہیں دیکھی۔بعد ازاں بفضلِ تعالیٰ معجزانہ طور بڑے ہی مناسب داموں ٹکٹ کا انتظام ہوگیا۔

جلسہ سالانہ انگلستان میں کئی بار اپنے ذاتی اخراجات پر تشریف لائے۔ایک دفعہ جلسہ کے موقع پر حضورِانور کی جانب سے غیرملکی وفود کو کچھ چیز بطورِ تحفہ پیش کی گئی،تو کہنے لگے یہ تو ہمارا فرض بنتا ہے کہ اشاعت دینِ حق کے لئے ہم حضورِاقدس کی خدمت میں کچھ پیش کریں۔میرا ان کے ساتھ ہمیشہ ہی ٹیلی فونک رابطہ رہتا تھا۔ جب بھی بات ہوتی،علیک سلیک کے بعد ہمیشہ پوچھتے کہ حضور کیسے ہیں؟

دعوت الی اللہ

بہت ہی نڈر اور بہادر احمدی تھے۔دعوت الی اللہ ایک جنون تھا۔ ہر ملنے والے کو دعوتِ حق دیتے۔یہاں تک کہ سربراہِ مملکت کو بھی جماعت کا تعارف کرانے کی توفیق ملی۔مرحوم کا حلقہ اِحباب بہت وسیع تھا۔ہر ملنے والے تک پیغام حِق پہنچانے کی کوشش کرتے۔ہر وقت انکی گاڑی میں جماعتی لٹریچراور بیعت فارم دستیاب ہوتے۔

سپین میں موصوف کو شجر احمدیت کی تخم ریزی کی توفیق

گذشتہ سال خاکسار پیارے آقا کے ارشاد کی تعمیل میں تبلیغ کی غرض سے سپین میں تھا۔ایک روز میں نے انہیں سینیگال فون کیا اور بتایا کہ میں آجکل سپین میں تبلیغی مشن پر ہوں۔بہت خوش ہوئے اور کہنے لگے وہاں میرے بھی کچھ عزیز ہیں۔اور بتایا کہ میں ان کو آپ کے بارے میں فون کرکے بتادیتا ہوں۔اور آپ کو ان کے فون نمبر بھیجتا ہوں۔ان سے رابطہ کریں۔اندھے کو کیا چاہیے۔دو آنکھیں،میں نے ان لوگوں کو کابنے کابا کے حوالہ سے اپنا تعارف کرایا۔وہ دوست بہت خوش ہوئے اس طرح اللہ تعالی نے ایک اور بابِ رحمت واکر دیا۔بعد ازاں ان میں سے چند گھرانے بیعت کر کے احمدیت کی آغوش میں آگئے۔جن کا اب جماعت سے گہرا رشتہ ہے الحمد للہ

یہ چندسطور میں نے اپنے مخلص دوست کے ذکرِ خیر میں رقم کی ہیں،تا کسی رنگ میں تو میں مرحوم دوست کا کسی حد تک حق ادا کرسکوں۔گر قبول افتد زہے عزوشرف اور قارئین کرام سے بھی التماس ہے کہ اس سعید روح کی مغفرت اور جنت الفردوس میں ارفع مقام کے لئے دعا کریں۔آمین یا رب العلمین۔

حضرت میاں عبدالکریم صاحب رضی اللہ تعالی عنہ

صرف اللہ تعالی کی ذاتِ اقدس «اَلصَّمَدُ» ہے۔اس کے علاوہ سب مخلوقات کسی نہ کسی شکل اور رنگ میں اللہ تعالیٰ کے بعد ایک دوسرے کی محتاج ہے۔ ہر انسان کسی دوسرے انسان کے زیرِاحسان ہے۔

اس لیئے اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ ارشاد فرمایاہے۔کہ مَنۡ لَّا یَشۡکُرِ النَّاسَ لَا یَشۡکُرُ اللّٰہَ۔ جو بندہ لوگوں کے احسانات کا شکر ادا نہیں کرتا۔وہ اللہ کا بھی شکر ادا نہیں کرتا۔اسی جذبہِ شکر وامتنان کے تحت آج میں اپنے بزرگ،اپنے دادا،حضرت میاں عبدالکریم صاحب کا ذکرِ خیر کرنا چاہتا ہوں۔وہ ہمارے خاندان کے ایک بزرگ اور محسن ہیں۔

ہمارے محسن

ہمارے دادا جان کا ہم سب افرادِخاندان پراس قدرعظیم احسان ہے کہ ہم لوگ ہمیشہ ان کے احسان مند ہیں اور رہیں گے۔کیونکہ انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مان کر،ہمیں وراثت میں احمدیت کی نعمت عطا کردی اور ہمارے لئے رشد وھدایت کی راہیں آسان کردیں۔ اگر وہ یہ نورِاحمدیت قبول نہ کرتے تو خدا جانے آج ہم ظلمت میں کہاں سے کہاں بھٹک رہے ہوتے۔اور ہمارا کیا حال ہوتا۔

ایں سعادت بزور بازو نیست گر نہ بخشد خدائے بخشندہ

تعارف

آپ کا نام عبدالکریم صاحب تھا۔ آپ محترم علی احمد صاحب کے ہاں 1880ء کے قریب فتح پور ضلع گجرات میں پیدا ہوئے۔ابتدائی تعلیم اپنے گاؤں سے ہی حاصل کی۔اس زمانہ میں اپنے گھریلو حالات اور وسائل کے مطابق پرائمری تک تعلیم حاصل کی۔اور کچھ عرصہ تک اپنے علاقہ کے ایک قریبی گاؤں کے سکول میں بطور معلّم تعلیم وتدریس کی توفیق پائی۔ بہرحال اپنے اس زمانہ کے ماحول اور معیار کے مطابق پڑھے لکھے لوگوں میں شمار ہوتے تھے۔اس لئے لوگ آپ کو منشی صاحب یا میاں صاحب کہہ کر مخاطب ہوتے تھے۔

صحبتِ صالحین

آپ بچپن سے ہی نہایت نیک طبع اور سعید فطرت کے حامل تھے۔ اوائل سے ہی قرآنی ارشاد کُوۡنُوۡا مَعَ الصّٰدِقِیۡنَ کی اتباع میں نیک اور بزرگوں کی صحبت میں رہتے۔

ہمارے ہمسایہ میں ایک خدا رسیدہ،عالم وفاضل اور ولی اللہ بزرگ رہتے تھے۔جن کا نام مکّرم سیّد محمود احمد صاحب تھا۔ اس دور میں ہمارے علاقہ میں ان کے علم وفضل اور تقویٰ وطہارت کی بہت شہرت تھی۔ یہ بزرگ اپنے محلے کی مسجد کے امام الصلوٰۃ تھے۔اس کے علاوہ ان کے ہاں قرآن پاک کی درس وتدریس کا سلسلہ بھی جاری وساری رہتا تھا۔جس میں علاقہ بھر سے طلبہ کی ایک کثیر تعداد دینی تعلیم حاصل کرتی تھی۔

مکرم حضرت میاں صاحب کی یہ خوش بختی تھی، کہ اس ہمسائیگی کے باعث،آپ کو شاہ صاحب جیسے عالی مرتبت بزرگ کی نیک صحبت بچپن سے ہی نصیب ہوگئی۔ پھر شاہ صاحب کی نیکی اور اخلاق فاضلہ سے متأثر ہو کر ان کے حلقہ معتقدین میں شامل ہو گئے۔اور اکثر اوقات ان کی روحانی اور علمی مجالس میں جاکر بیٹھے رہتے۔

حضرت سیّد محمود شاہ صاحب جب حلقہ آغوشِ احمدیت میں آگئے۔تو انہوں نے اپنے معتقدین کو بھی اس نورِ ھدایت کے بارے میں بتایا۔جس پر چند ایک نے احمدیت کو قبول کرلیا۔

میاں صاحب کی بیعت

میاں صاحب نے اگرچہ اپنے احمدی ہونے کا اعلان تو پہلے ہی کر دیا تھا۔اور نمازیں بھی شاہ صاحب کی اقتداء میں باقی احمدی بھائیوں کے ساتھ ادا ہی کرتے تھے۔لیکن دستی بیعت کی سعادت سے تاحال محروم تھے۔

حضرت مسیحِ پاک کا سفر جہلم

یہ 1903ء کی بات ہے۔ایک روز شاہ صاحب نے بر سبیلِ تذکرہ احبابِ جماعت کو بتایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک معاندِ احمدیت کرم دین کی طرف سے دائر کردہ مقدمہ کے سلسلہ میں، جہلم کی ایک عدالت میں تشریف لارہے ہیں۔ (جہلم شہر ہمارے گاؤں سے تقریباً چالیس میل کی مسافت پر ہے)

حضرت میاں صاحب نے اپنے چند دوستوں کے ساتھ اس موقعہ پر حاضر ہونے کا پروگرام بنایا۔تاکہ حضرت اقدس کی زیارت اور دستی بیعت سے شرف یاب ہوسکیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی عطا کردہ توفیق سے جہلم پہنچ کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔جہلم شہر میں حضور پر نور کی زیارت کرنے والوں کا ایک جم غفیر تھا۔اس بات سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے، کہ وہاں پر صرف ایک دن میں بارہ سو بیعت ہوئی تھی۔ اور ان بیعت کرنے والے خوش نصیبوں میں حضرت میاں صاحب بھی شامل تھے۔(جاری ہے)

فہیم احمد خادم۔ گھانا

مکرم ومحترم طالب یعقوب صاحب مبلغ سلسلہ ٹرینیڈاڈ کا ذکر خیر

تعارف

آپ 20 جون 1957ء کو پیدا ہوئے۔ والد کا نام مکرم طیب یعقوب صاحب تھا اور والدہ کا نام محترمہ حنیفہ یعقوب صاحبہ تھا۔ آپ کا تعلق ایک مذہبی گھرانے سے تھا۔ آپ کے دو بھائی اور تین بہنیں تھیں۔ بچپن سے ہی آپ کی طبیعت میں حیاء موجود تھی۔ آپ نہایت سادہ اور شفیق مزاج شخص تھے۔ آپ کی طبیعت کا میلان دین کی خدمت کی طرف شروع سے ہی تھا۔ آپ نے چھوٹی عمر میں ہی جماعتی کاموں میں حصہ لینا شروع کیا۔ آپ اپنے چچا مکرم مولوی محمد حنیف یعقوب صاحب مربی سلسلہ کو دیکھ کر بڑے ہوئے اور آپ کے اندر خدمت دین کا جذبہ پیدا ہوا۔ خدام الاحمدیہ میں قدم رکھا تو بطور قائد مجلس خدام الاحمدیہ خدمت کی توفیق پائی۔ سکول کی تعلیم مکمل کرنے کے بعد آپ کو مرکزی جامعہ احمدیہ ربوہ میں تعلیم کی غرض سے بھجوا دیا گیا۔

اس سفر میں مکرم مولوی محمد یعقوب حنیف صاحب آپ کے ہمراہ تھے۔ ربوہ کے نئے ماحول میں ایڈجسٹ کرنا آپ کے لئے بہت بڑا امتحان تھا۔ آپ نے کوئی شکایت زبان پر نہ لائی بلکہ بڑے بہترین طریق سے اپنے آپ کو اس ماحول میں ڈھال لیا۔

آپ کی اہلیہ کا نام محترمہ ساجدہ شاہین مرزا صاحبہ ہے۔ آپ مکرم مرزا منور احمد صاحب درویش قادیان کی بیٹی ہیں اور حضرت مرزا برکت علی بیگ صاحبؓ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پوتی ہیں۔ مکرم طالب یعقوب صاحب سے ان کی شادی 1987ء میں ہوئی۔ مکرم طالب یعقوب صاحب کی شادی ربوہ میں ہوئی۔ آپ ان دنوں جامعہ احمدیہ ربوہ میں زیر تعلیم تھے۔

آپ کی پاکستان آمد مؤرخہ 22 دسمبر 1978ء کو Trinidad &Tobago سے ہوئی اور جنوری 1979ء سے آپ نے جامعہ احمدیہ ربوہ میں اپنے تعلیمی سلسلہ کا آغاز کر دیا۔ آپ نے جامعہ کی تدریس کا اختتام 1988ء میں کیا اور 24 جولائی 1989ء کو پاکستان سے رخصت ہو گئے۔

27دسمبر 1989ء کو آپ کی تقرری Zaire (موجودہ نام Congo) میں بطور مبلغ سلسلہ ہوئی۔ آپ نے وہاں دو سال خدمت کی توفیق پائی۔ 14 دسمبر 1991ء کو زائر سے واپس قادیان تشریف لے آئے اور اس سال منعقدہ جلسہ سالانہ قادیان میں شمولیت اختیار کی اور پھر 1992ء میں Trinidad تشریف لے آئے۔

24 اپریل 1993ء کو آپ کی تقرری Guyana میں ہوئی جہاں آپ نے 4سال خدمت کی توفیق پائی۔ 23 جولائی 1997ء کو آپ کی تقرری Ghana میں ہوئی جہاں آپ نے تقریباً 11سال بطور مربی سلسلہ خدمات سرانجام دیں۔ 24 اپریل 2008ء کو آپ گھانا سے واپس اپنے ملک Trinidad روانہ ہوئے اور یکم جون 2008ء سے بطور مربی سلسلہ اپنی ڈیوٹی سرانجام دینا شروع کر دی۔ یہ خدمت دین کا سلسلہ تادم آخر یعنی 8 ستمبر 2020ء تک جاری رہا۔ Trinidad میں آپ کی خدمات کا سلسلہ 12 سال بنتا ہے۔

پسماندگان

آپ نے اپنے پیچھے اپنی اہلیہ کے علاوہ تین بچے سوگوار چھوڑے ہیں۔

1۔عزیزم ناصر یعقوب صاحب یہ ان دنوں Optometry کا کورس کر رہے ہیں۔

2۔عزیزہ آمنہ یعقوب صاحبہ یہ آجکل Phlebotomy کا کورس کر رہی ہیں۔ آپ شادی شدہ ہیں۔

3۔عزیزہ عدیلہ یعقوب صاحبہ یہ Medicine کا کورس کر رہی ہیں۔

گھانا میں قیام

آپ 1997ء تا 2003ء کو فوریڈوا۔ ایسٹرن ریجن میں رہے پھر 2003 تا 2008ء کماسی اشانتی ریجن میں رہے۔

آپ کی اہلیہ صاحبہ کوفوریڈوا میں قیام کے بارہ میں کہتی ہیں:

آپ تہجد اور نوافل کی ادائیگی میں بڑے باقاعدہ تھے۔ فجر اور عشاء کے بعد درس دیتے۔ درس کے بعد احباب کے ساتھ بیٹھتے اور ان کے حالات دریافت کرتے اور پھر جمعہ کو نماز عشاء کے بعد احباب سے مجلس سوال و جواب کرتے۔

یوکے جلسہ کے دوران احباب گھر آتے اور ٹی وی پر خطبات وخطابات حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز دیکھتے۔ انٹرنیشنل بیعت کے دن کھانا وغیرہ بھی گھر میں تیار کرکے انہیں دیا جاتا۔

عید کے دنوں میں لجنہ کی مدد سے ہر آنے والے اور احمدی ممبر کے لئے کھانا تیار کیا جاتا اور انہیں عید کے بعد پیش کیا جاتا۔ الوداعی تقریب پر احباب نے ان سے بے حد محبت کا اظہار کیا۔ ہر ایک کے ساتھ ذاتی تعلقات، شکایت کی بجائے ان کے لئے دعا کی تحریک اور ہر آنے والے مہمان کی خاطر تواضع کرنے کی عادت کو سراہا گیا۔

کماسی-گھانا میں تقرری

انکی اہلیہ صاحبہ کہتی ہیں:

کماسی میں آپ کا احباب جماعت اور مربیان اور صدران کے ساتھ محبت والا تعلق تھا۔ ایک بار خدام نے ٹیبل ٹینس کھیلنے کے لئے میز بنوایا۔ آپ اور مکرم لطف الرحمٰن صاحب معلم سلسلہ کو اس کا افتتاح کرنے کے لئے بلایا۔ معلم صاحب نے مولوی طالب صاحب کو یہ سمجھتے ہوئے کہ وہ انہیں آسانی سے ہرا دیں گے میچ کھیلنے کی دعوت دی۔ مکرم طالب یعقوب صاحب نے بآسانی مکرم لطف الرحمٰن صاحب کو ٹیبل ٹینس کے نمائشی میچ میں ہرا کر سب کو حیران کر دیا۔ دراصل آپ کرکٹ اور ٹیبل ٹینس کے بہت اچھے کھلاڑی تھے۔

کماسی کے قیام کے دوران پہلی بار نماز تراویح میں ایک حافظ قرآن نے مکمل قرآن کریم کی تلاوت کی تو آپ نے جماعتی طور پر کلو جمیعا ترتیب دیا۔ سب احمدی احباب اپنا اپنا کھانا لائے اور سب نے مل کر کھایا اور اس

پر بڑی خوشی کا اظہار کیا۔

کماسی شہر میں جو ایک لحاظ سے جماعت احمدیہ گھانا کے لئے مرکز کی حیثیت رکھتا ہے وہاں مہمانوں کی آمد و رفت کافی زیادہ ہوتی تھی۔ آئے دن مہمان آتے۔ شمالی علاقہ جات سے آنے والے یہاں ٹھہرتے۔ اسی طرح اکرا سے آنے والے یہاں رہ کر اگلے روز شمالی علاقہ جات میں چلے جاتے۔ آپ بڑی خوش اخلاقی سے ان کے ساتھ پیش آتے۔ ان کی خدمت کرتے اور ان کی خیریت دریافت کرتے رہتے۔

ہمارے وقت میں شعبہ وقف نو بہت متحرک تھا۔ ان کے اکثر پروگرام وقف نو کے کماسی میں ہی ہوتے اور آپ ان میں شریک ہوا کرتے اور رہنمائی دیا کرتے تھے۔ لوگ ان سے بے حد محبت کرتے تھے اور ہرگز نہ چاہتے تھے کہ وہ واپس اپنے ملک جائیں۔

مکرمہ عدیلہ صاحبہ دختر مکرم طالب یعقوب صاحب بیان کرتی ہیں:

گیانا میں قیام کے دوران آپ کے پاس ایک سائیکل ہوتا یا عام پبلک ٹرانسپورٹ کے ذریعہ سفر کرتے تھے اور جماعتوں سے رابطے میں رہتے تھے۔ ان دنوں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے خطبات وخطابات آڈیو کیسٹ کی صورت میں ملتے تھے۔ آپ ان خطبات کے تمام نوٹس لیتے اور ان میں موجود نکات احباب جماعت کو پہنچاتے اور احباب کو مالی قربانی کی تحریک کرتے۔ ایک بار تحریک جدید اور وقف جدید کی مالی تحریکات پر غیرمعمولی قربانی کرنے والوں میں خلافت رابعہ کے دوران گیانا جماعت کا بھی نام لیا گیا تھا جو چھوٹی جماعتوں میں نمایاں قربانی کرنے والوں میں شمار کی گئی تھی۔

Trinidad میں آپ کی تقرری Free port جماعت میں ہوئی۔

آپ کا ہر فرد جماعت سے گہرا اور ذاتی تعلق تھا۔ کرونا وائرس کی وباء سے قبل آپ ہر فرد جماعت سے خود جاکر ملتے۔ حال دریافت کرتے اور جماعتی امور پر نصیحت کرتے۔ غیر احمدی احباب کے ساتھ بھی آپ کے بڑے اچھے تعلقات تھے۔

جب آپ کی بیماری نے شدت اختیار کی اور Dialysis شروع ہوا تو ہسپتال سٹاف کہا کرتا تھا کہ آپ کا شمار بہترین مریضوں میں ہوتا ہے۔ آپ تکلیف کے باوجود کسی قسم کی پریشانی کا اظہار نہیں کرتے تھے۔

بیماری کے باوجود کلاسز، دروس اور اجلاسات میں شریک ہوتے اور احباب جماعت کی رہنمائی کرتے تھے۔ کرونا کی وباء کے دوران آپ احباب جماعت کو نماز باجماعت اور کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مطالعہ کی تحریک کرتے تھے۔

میرے والد صاحب کی عادت تھی کہ رات کو سونے سے قبل نفل ادا کرتے اور تلاوت قرآن کریم کرتے۔ میرے سکول اور یونیورسٹی کی تعلیم کے دوران آپ کی بھرپور کوشش ہوتی کہ ہم نماز فجر اہتمام کے ساتھ ادا کریں اور ہمیں مندرجہ ذیل دعائیں سکھاتے۔

1۔اَللّٰھُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی ذِکْرِکَ وَ شُکْرِکَ وَ حُسْنِ عِبَادَتِكَ

2۔ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ، تَبَارَكْتَ يَا ذَاالْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ

3۔ لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ

ہمارے امتحان کے دوران ہمیں تاکید کرتے کہ کم از کم دو نفل ضرور پڑھنے ہیں۔ گھر میں چھوٹے ہونے کے ناطے میری ہر جائز خواہش پوری کرتے ۔ میری ہر ضرورت کا خیال رکھتے ۔ کالج کے دوران مجھے دانتوں کو سیدھا کرنے کے لئے Braces لگانے کی ضرورت تھی۔ آپ نے کافی تگ و دو کے بعد بہت سارو پیہ میرے اس مسئلہ کے حل پر خرچ کیا۔ ہمیشہ امتحان سے قبل اور امتحان کے رزلٹ کے بعد حضور پر نور کو خط لکھنے کی تلقین کرتے۔ آپ گھر کا کام بھی کرتے اور امی جان کی کھانا پکانے میں بھی مدد کرتے تھے۔ آپ بالوں کر رنگ کرتے۔ ایک بار آپ نے اپنے ایک غیر از جماعت دوست کو ہسپتال فون کیا۔ وہ ہسپتال میں داخل تھے۔ آپ کو باتوں باتوں میں پتہ چلا کہ اس نے کھانا نہیں کھایا۔ آپ نے فوری طور پر مجھے اور میری امی جان کو ان کے لئے کھانا بنا کر بھجوانے کا کہا۔

جب بھی کوئی آپ سے کچھ رقم مانگنے آیا تو اسے کچھ نہ کچھ ضرور دیتے۔ آپ ہمیشہ ہمیں کہتے کہ صدقہ تو اس پانی کی طرح ہے جو آگ بجھاتا ہے (یعنی گناہ کی تپش کم کرتا ہے)۔

مکرمہ ثمینہ نسرین صاحبہ اہلیہ مکرم حماد رضا صاحب مربی سلسلہ ساؤتومے (آپ ان دنوں کماسی گھانا میں تھیں) لکھتی ہیں:

مربی صاحب بڑے عاجز، نرم مزاج، محبت کرنے والے، متقی اور نرم گفتگو کرنے والے تھے۔ میں سکول کے بعد آپ کے گھر جاتی تو ہمیشہ آپ مجھ سے بڑے اچھے طریقہ سے پیش آتے تھے۔ مشن ہاؤس میرا اپنا گھر ہی تھا۔ آپ نے مجھے مسرور کلاس آرگنائز کرنے کا کہا۔ کلاس کا مقصد بچوں کو نماز، اسلام احمدیت کا بنیادی علم دینا اور نظموں کی تیاری تھا۔ اس سلسلہ میں آپ نے ہر طرح سے مدد کی۔ یہ وہی کلاس ہے جس نے 2004ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی کماسی آمد پر نظمیں پیش کیں۔ اسی طرح 2008ء میں بھی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی آمد پر اردو نظمیں پڑھیں۔ یہ کلاس مشن ہاؤس میں ہوتی۔

کبھی کبھی یہ کلاس رات کے آٹھ یا نو بجے تک جاری رہتی تھی۔ بچے شور کرتے مگر مربی صاحب نے کبھی تھکان یا غصہ کا اظہار نہیں کیا۔ ہمیشہ مسکرا کر ہی ملا کرتے تھے۔

اگر کلاس کے دوران تقریر یا خطبہ کا وقت ہوتا تو سب بچوں کو اپنے بیڈ روم میں بلا کر حضور انور کا خطبہ سننے کے لئے کہتے۔ ان کے پاس ایک ڈائری ہوا کرتی تھی جس میں ہمیشہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ کے نوٹس لکھے ہوئے ہوتے تھے۔ آپ اسی امر کی ہم سب کو بھی نصیحت کرتے تھے۔ کہتے تھے کہ اس طرح حضور پر نور کی ہدایات یاد رہتی ہیں اور ان پر عمل کرنے کا موقع بھی ملتا ہے۔ آپ ہم بچوں کے لئے باپ کے طور پر تھے۔ ہمیشہ ہر معاملہ پر ہماری رہنمائی کرتے تھے۔

آپ کے بیٹے مکرم ناصر یعقوب صاحب لکھتے ہیں:

ہم نے اپنے والد صاحب کو ہمیشہ پیار کرنے والا اور احساس کرنے والا پایا۔ انہیں ہمیشہ جماعت کے کاموں میں بے حد مصروف پایا۔ تبلیغ میں مشغول رہتے ۔ بڑے بڑے مالز میں تبلیغی لٹریچر تقسیم کرتے ۔

آپ کسی پروگرام میں بھی جاتے تو ہمیشہ وقت پر پہنچ جاتے۔ کسی موقع پر تقریر کرنا ہو تو ہمیشہ اس کی پہلے خوب تیاری کرتے۔ آپ کی تقریر پُرجوش اور قوت سے بھرپور ہوتی۔ اکثر لوگ کہتے کہ جب مولوی طالب صاحب کی تقریر کی باری آتی ہے تو ہر شخص جاگ جاتا ہے اور متوجہ ہو جاتا ہے اور تقریر خوب توجہ سے سنتا ہے۔ آپ نمازوں پر بڑے باقاعدہ تھے اور نماز تہجد کا اہتمام نیز تلاوت بڑی باقاعدگی سے کرتے۔ اس کے ساتھ حضور انور کا خطبہ بڑی باقاعدگی سے ہمیں ساتھ بٹھا کر سنتے ۔

آپ بہترین باپ تھے اور ہمیشہ ہمیں بہترین احمدی مسلمان بننے کی تلقین کرتے۔ امی جان کا بہت خیال کرتے ۔ گھر میں ہوتے تو امی جان کے بالوں کو رنگ لگاتے۔

آپ جماعت کے معاملات پر پیدا ہونے والے منفی خیالات یا رجحان کو کبھی پنپنے نہ دیتے ہمیشہ اس کو فوراً جھٹک دیتے ۔ جماعتی ترقی کے لئے کسی بھی تجویز کو رد نہ کرتے بلکہ بے حد خوش ہوتے تھے۔ ان کی وفات سے قبل گزرنے والی رات کو ابو جان نے واٹس ایپ کے ذریعہ حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے خطبہ کا خلاصہ بھیجا اور مجھ سے خدام الاحمدیہ کی کارکردگی کی تازہ رپورٹ لی۔ گویا اللہ کے فضل سے آپ اپنے آخری وقت تک اپنے فرائض بخوبی ادا کرتے رہے۔ الحمد للہ علیٰ ذالک

ہومیو ڈاکٹر مکرم شبیر حسین بھٹی صاحب کہتے ہیں کہ:

مکرم طالب یعقوب صاحب کو غیبت سے پاک پایا۔ میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ کسی کے خلاف بات کی ہو۔ لوکل دوستوں کے ساتھ بڑا پیار کا تعلق تھا۔ میرے دیکھتے ہی دیکھتے ہمارے ریجن کے لوگوں کو اپنے پیار و محبت سے یکجا کر دیا اور گویا ان میں ایک جان ڈال دی۔ آپ نے جماعت کو مضبوطی سے جوڑ دیا۔

برادرم طالب صاحب خاکسار (راقم الحروف) کے جامعہ احمدیہ کے کلاس فیلو تھے۔ گھانا آیا تو انہیں یہاں پا کر بے حد خوشی ہوئی۔ ذاتی یا جماعتی طور پر کئی بار کماسی یا Koforidua جانے کا موقع ملا۔ آپ نے ہمیشہ میرا خوشی سے کھلے بازوؤں استقبال کیا۔ انہوں نے ہمیشہ بڑی گرمجوشی سے استقبال کیا۔ مہمان نوازی کی اور کام کے حوالہ سے بے حد تعاون کیا۔ آپ ہمیشہ امید کی بات کرتے ۔ ہمیشہ کسی شخص کے اچھے اچھے پہلوؤں اور خوبیوں کو اجاگر کرتے۔

ہمارے کلاس فیلو مکرم منصور احمد زاہد صاحب مربی سلسلہ جنوبی افریقہ لکھتے ہیں کہ آپ وفات تک مستعد رہے۔ وفات سے ایک روز قبل انہوں نے مکرم طالب یعقوب صاحب سے درخواست کی کہ جامعہ احمدیہ کے طالب علمی کے زمانہ کی تصاویر ہوں تو بھیجیں۔ دو گھنٹے کے اندر طالب صاحب نے تصاویر بھیج دیں۔

ایک معلم مکرم لطف الرحمان صاحب جنہوں نے آپ کے ماتحت رہ کر دو ریجنز میں کام کیا، آپ کے بارہ میں لکھتے ہیں کہ:

میرا ان سے Korforidua سے تعلق ہے۔ وہ میرے ریجن کے مبلغ تھے۔ بے حد شفیق، شائستہ مزاج، مسکرا کر بولنا اور آپ ایک سادہ لیڈر تھے۔ آپ کا طریق یہ تھا کہ جو بھی ان کے پاس ہو آسانی کے ساتھ دوسروں سے شیئر کرتے تھے۔ کئی بار ہوا کہ ہاؤس بوائے نے یام (ایک لوکل سبزی آلو یا شکر گندی کی طرح) کو ابالا اور Garden eggs کے ساتھ stew تیار کیا۔ ہم مربیان آئے ہوئے ہیں تو ہم سب کے سامنے رکھا۔ آپ نے ہمارے ساتھ زمین پر بیٹھ کر مل کر کھایا۔ آپ ہمیشہ نچلے لیول پر جا کر دوستانہ طریق سے ملے۔

کماسی میں آیا تو پھر وہ میرے ریجنل مبلغ بنے۔ دوستانہ تعلق تھا۔ میری بچی نے Fomena کے احمدیہ سیکنڈری سکول میں داخلہ لیا۔ ان کے پاس گیا کہ میرے پاس اتنے پیسے نہیں کہ سپیشل گاڑی لے سکوں۔ اگر آپ کی گاڑی مل جائے تو اپنی بچی کو سامان سمیت سکول چھوڑ سکتا ہوں۔ آپ نے فوراً کہا کوئی مسئلہ نہیں ڈرائیور کو بلایا۔ Fuel کے پیسے دیئے اور کہا k کہ لطف الرحمٰن کو Fomena چھوڑ آؤ۔ خاکسار آپ کے اس حسن سلوک سے بے حد متاثر ہوا۔

خاکسار نے انہیں عام گھانین کی طرح پایا جو کسی آنے جانے والے کے ساتھ گھل مل سکتا تھا اور اس کے ساتھ آرام سے بات کر سکتا تھا۔ آپ کے اکثر کہے جانے والے فقرات یہ تھے۔ ’’ہر چیز بہتر ہو جائے گی‘‘ ’’پریشان نہیں ہونا‘‘

مکرم مولانا صدیق احمد منور صاحب مبلغ انچارج فرنچ گیانا لکھتے ہیں:

میں زائر (موجودہ Congo) میں تھا جب مکرم طالب یعقوب صاحب نے میرے ساتھ کام کیا ہے۔ آپ اپنی نیکی، تقویٰ، سادہ اور عاجزانہ طبیعت سے ہر ایک کو متاثر کرتے تھے۔ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ انہیں کوئی کام دیا گیا ہو اور انہوں نے اسے کرنے میں کسی قسم کی ہچکچاہٹ کا اظہار کیا ہو۔ اگر کسی وقت میری طرف سے کسی غلطی پر ناراضگی کا اظہار ہوا ہو تو انہوں نے خاموشی سے صورتحال کو قبول کیا۔ ان دنوں ملک میں فسادات ہو رہے تھے۔ قتل و غارت کا بازار گرم تھا۔ غیر ملکیوں کی اکثریت ملک چھوڑ چکی تھی۔ ہمیں بھی ملک چھوڑنے کی ہدایت مل چکی تھی۔ مگر بعض وجوہات کی بناء پر ایسا ممکن نہ تھا۔ ایسے وقت میں مکرم طالب یعقوب صاحب کسی گھبراہٹ کا شکار نہیں ہوئے۔ انہیں یقین تھا کہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نمائندہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ حفاظت کرے گا۔

مکرم عبدالرحمٰن صاحب آف (ریپبلک آف گیانا) جو انکے جامعہ احمدیہ ربوہ کے کلاس فیلو ہیں، آپ کے متعلق بتاتے ہیں:

آپ بڑی نرم طبیعت کے مالک تھے۔ غصہ بہت کم تھا۔ آپکو صدقہ دینے کا شوق تھا۔ جو بھی پاس ہوتا دے دیتے تھے۔ ہم ربوہ میں تھے۔ مجھے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے پیچھے مسجد مبارک میں نماز پڑھنے کا شوق تھا۔ میں اکثر مختلف طلباء سے سائیکل عاریۃً لیا کرتا تھا۔ اس وقت مکرم طالب یعقوب صاحب میرے سینئر تھے۔ انہوں نے میرے لئے ایک پرانا سائیکل خریدا اور مجھے تحفہ میں دیا۔ یہ بہت بڑا تحفہ تھا۔ وہ میری طرح ہی ایک طالب علم تھے۔ میں نے جتنی مرتبہ بھی وہاں نمازیں پڑھیں یقیناً ان کی برکتیں اور ثواب ان کو ملتا ہو گا۔

مکرم جمال الدین ڈونکو صاحب معلم سلسلہ کوفوریڈوا۔ ایسٹرن ریجن جنہوں نے مکرم طالب یعقوب صاحب کے ساتھ کام کیا، آپ ان کے بارہ میں اس طرح رطب اللسان ہیں:

آپ ہمیشہ مسکراتے اور لوگوں کو قریب لاتے ۔ بسا اوقات اپنے گھر میں کھانا بناتے ۔ کسی جماعت میں، کسی گاؤں میں جاتے تو افراد جماعت کے ساتھ مل کر کھاتے ۔ وہاں کے بچوں، بیوگان اور بڑی عمر کے لوگوں کے ساتھ مل کر کھانا کھاتے ۔

میں ان کے ساتھ ایک ہی جگہ پر اکیلا رہا۔ رمضان کے دن آئے۔ آپ نے مجھے کہا کہ کھانا خود نہ بنانا۔ آپ خود بناتے ۔ میرے دروازے پر آ کر آواز دیتے کہ آ کر کھانا لے لو۔ صبح و شام ایسا ہی ہوتا۔ میں کہتا کہ میں خود کھانا لے لیتا ہوں مگر یہی کہتے کہ میرے لئے کوئی مشکل نہیں۔ میں

خود کھانا لے آؤں گا۔

میں ان کے ساتھ دورہ کرتا۔سفر میں ساتھ رہتا۔ دورہ کے دوران جماعت کے افراد بسا اوقات کوئی تحفہ دیتے۔ کوئی رقم یا کوئی چیز۔ واپسی ہوتی تو کہتے۔ چلو یہ سب اشیاء تقسیم کر لیتے ہیں۔ دراصل یہ تحفہ یا اشیاء ان کو دی گئی تھیں لیکن وہ برابر تقسیم کر کے مجھے بھی میرا حصہ دیتے۔

میں نے ان سے بچوں کی تربیت کا ایک خاص رنگ سیکھا ہے۔ یہاں مشن ہاؤس اونچی جگہ پر ہے۔ چڑھائی ہے۔ آپ کو شوگر اور بلڈ پریشر کی تکلیف تھی۔ میں نے ایک بار آپ کو دیکھا آپ اوپر سے نیچے کی طرف اپنی بیٹی عدیلہ اور آمنہ کے ساتھ دوڑ رہے تھے۔ میں نے پوچھا کیا مسئلہ ہے کیوں بھاگے؟ کہنے لگے بچیوں نے کہا کہ دوڑو! اس لئے ساتھ دوڑا ۔ جب میں ان سے کوئی بات کہتا ہوں تو توقع رکھتا ہوں کہ وہ اس پر عمل کریں۔ جب کبھی یہ مجھے کچھ کہیں مجھے بھی چاہئے کہ میں اس پر عمل کروں۔

میں نے بالعموم انہیں کبھی غصہ میں نہیں دیکھا۔ ایک بار جب کسی نے جماعت کی زمین کو دھوکہ سے لینے کی کوشش کی تو بے حد غصہ ہوئے گویا جماعت کے لئے غصہ کرتے تھے۔ میں ان کے ساتھ ایک لمبا عرصہ رہا۔ بلکہ ایک ہی کمپاؤنڈ میں رہا۔ آپ نے ہمیشہ کام کرنے پر میری حوصلہ افزائی کی۔تھوڑا کام ہی کیا تو بے حد حوصلہ بڑھایا۔ میرا ان کے ساتھ باپ اور بیٹے کا تعلق تھا۔

میں دفتر میں کام کرتا تھا۔بعض اوقات بینک جا کر تنخواہیں نکلوانی پڑتی ہیں۔بعض اوقات شدید گرمی ہوتی آپ اچانک پوچھتے کہاں جا رہے ہو؟ میں نے کہا بینک تک آپ نے کہا ٹھہرو۔ پھر اپنی گاڑی نکالتے اور بینک لے جاتے۔ میں چندہ جمع کرواتا اور آپ بڑے صبر کے ساتھ میرا انتظار کرتے۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء۔

ETO CROM جماعت ایسٹرن ریجن کے ایک احمدی دوست ISSA FOSO کہتے ہیں ۔ ایک بار جلسہ سالانہ گھانا سے واپسی آتے ہوئے ان کی گاڑی کا ایکسیڈنٹ ہو گیا۔بعض افراد اکرا میں Korle Bu ہسپتال میں داخل ہوئے۔ مکرم مربی صاحب سب کو فون کرتے ۔ احوال دریافت کرتے ۔ اگر علاج کے لئے اکرا جانا پڑتا تو اس کا انتظام کرتے۔ ان دنوں جب ایک بار آپ اپنے بیوی بچوں سمیت ہمارے گاؤں آئے ۔ آپ نے اپنے بچوں کو ساتھ لیا۔ گاؤں جا کر انہوں نے خود ممبران جماعت کے لئے ایک لوکل کھانا تیار کیا۔ میرے بیٹے کا عقیقہ ہوا تو مکرم مولوی صاحب کا کھانا ایک الگ پلیٹ میں ڈال کر دیا گیا تو فرمانے لگے۔نہیں ۔ میں تو سب کے ساتھ مل کر کھانا کھاؤں گا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ فرمودہ 25 ستمبر 2021 میں آپ کا ذکر خیر فرمایا اور خطبہ کے بعد آپ کی نماز جنازہ بھی پڑھائی۔حضور انور کے الفاظ ذیل میں تحریر ہیں: آپ نے ان کے بارہ میں فرمایا

’’دنیا کے مختلف ممالک میں نہایت اخلاص کے ساتھ خدمت کرنے کے علاوہ اپنے علم اور تجربے سے اسلامی تعلیم لوگوں میں بانٹتے رہے۔ جہاں بھی گئے جماعت کے ہر فرد کے ساتھ آپ کا ذاتی رابطہ ہوتا تھا۔ جماعتی افراد ان سے خاص محبت کا تعلق رکھتے تھے اور یہ ان سے محبت کا تعلق رکھتے تھے۔ گذشتہ کئی سال سے ان کو گردے کی تکلیف تھی۔ ڈائیالیسز (dialysis) کی وجہ سے ہفتے میں تین مرتبہ ٹریٹمنٹ (treatment) کے لیے ہسپتال جانا پڑتا تھا لیکن آپ نے جماعتی پروگراموں میں کوئی روک نہیں آنے دی۔ نہایت متقی تھے، عاجز تھے، منکسر المزاج تھے، نرم خو تھے، صابر تھے، اطاعت گزار تھے، حلیم طبع شخصیت کے مالک تھے، ہر ایک کو ہمیشہ مسکراتے ہوئے ملتے۔ نمازوں کے علاوہ باقاعدگی سے نماز تہجد، قرآن کریم کی تلاوت، رات سونے سے پہلے آٹھ رکعت نفل پڑھنا آپ کا معمول تھا۔ جماعتی روایات کی سختی سے پابندی کرتے تھے۔ اپنی فیملی کو بھی ان سب نیکیوں کی تلقین کرتے تھے۔ اپنے خاندان میں بہت ہر دلعزیز تھے۔ پسماندگان میں ان کی اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹا ناصر یعقوب اور دو بیٹیاں امینہ یعقوب اور عدیلہ یعقوب شامل ہیں۔ آپ کے دو بھائی بھی ہیں۔ تین بہنیں ہیں۔ کچھ بھائی بہنیں وہاں ٹرینی ڈاڈ میں ہیں کچھ آسٹریلیا میں ہیں۔

ان کی ایک بھابھی ہیلن یعقوب ہیں۔ وہ کہتی ہیں کہ مَیں نے تیس سال قبل بیعت کی تھی اور مولانا صاحب ٹرینی ڈاڈ تشریف لائے تو مجھے ہر وقت بڑے پیار سے دین کی نئی نئی باتیں سکھاتے اور اس کی وجہ سے میرا دین سیکھنے کا جذبہ زیادہ پیدا ہوا۔ اس پہ بہت خوش ہوتے تھے اور طالب یعقوب صاحب کے اس رویہ کی وجہ ہی ہے میرے بیٹے طیب یعقوب نے اللہ تعالیٰ کے فضل سے مربی بننے کی نیت کی ہے اور اب جامعہ احمدیہ کینیڈا کے دوسرے سال میں تعلیم حاصل کر رہا ہے۔ پھر وہاں ایک احمدی ڈاکٹر تھیں جب یہ بیمار تھے۔ وہ کہتی ہیں کہ بہت اعلیٰ اخلاق کے مالک تھے اور ہر ڈاکٹر اور نرس جنہوں نے ان کا علاج کیا وہ ان کے اخلاق سے بڑا متاثر تھا۔ مریض تھے اور کہیں بیٹھے ہوتے اگر ہسپتال میں کم جگہ ہے اور کوئی آ گیا ہے تو خود کھڑے ہو جاتے اور دوسروں کو جگہ دیتے۔ مریضوں کے لیے بھی، ڈاکٹروں کے لیے بھی ایک نمونہ تھے۔ لوگوں کے لیے بھی ایک نمونہ تھے۔ مشنری انچارج صاحب ٹرینی ڈاڈ اور ٹوباگو لکھتے ہیں کہ حقیقی رنگ میں ایک مربی اور مبلغ کی خصوصیات اور خصائل کو اپنائے ہوئے تھے۔ خلافت کی اطاعت میں آپ ہمیشہ آگے آگے رہتے تھے۔ اپنے نگرانوں کی ہر بات مانتے اور جو کام آپ کے سپرد کیا جاتا اسے بھرپور طور پر سرانجام دینے کی پوری کوشش کرتے۔ آپ اللہ تعالیٰ، اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے بے انتہا محبت کرتے تھے۔قرآن کریم کی تلاوت اور نماز تہجد کی ادائیگی میں باقاعدہ تھے۔

قاصد وڑائچ صاحب وہاں ٹرینی ڈاڈ کے مربی سلسلہ ہیں۔ یہ کہتے ہیں میری پوسٹنگ ٹرینی ڈاڈ ہوئی تو اس وقت مولانا صاحب کی صحت کمزور تھی اور عمر بھی بڑی تھی۔ یہ نوجوان ہیں ابھی دو تین سال پہلے کینیڈا جامعہ سے فارغ ہو کے گئے ہیں۔ تو کہتے ہیں کچھ دن ہی ہوئے تھے کہ مولانا صاحب پچاس منٹ کا سفر طے کر کے اپنی اہلیہ اور بیٹے کے ساتھ مجھے ملنے کے لیے تشریف لائے اور بڑی شفقت کا سلوک فرمایا اور پھر ہر دوسرے دن، تیسرے دن میسج (message) کر کے یا کال کر کے حال معلوم کر لیا کرتے کہ نئے نئے آئے ہو تمہاری ضروریات بھی ہوں گی۔ اور پھر نصیحتیں بھی کرتے ہوں گے، سمجھاتے بھی ہوں گے۔ ہر بڑے چھوٹے سے پیار اور محبت سے پیش آتے تھے۔ ہمیشہ خلافت سے تعلق رکھنے کی تلقین کرتے اور خلیفہ وقت کے لیے دعا کرنے کی تلقین کرتے۔ ان کی بیٹی نے بھی لکھا ہے کہ مجھے ہمیشہ یہ کہا کرتے تھے کہ امتحانوں سے پہلے بھی اور ہمیشہ ہر کام کے لیے خلیفہ وقت کو لکھو، دعا کے لیے کہو۔ وہاں ایک احمدی منیر ابراہیم ہیں کہتے ہیں کہ جب ہم تبلیغ کے لیے کسی جگہ جاتے تو مولانا ہمیشہ حاضر ہوتے تھے اور پھر تبلیغ کے لیے علاقے بانٹ لیتے تھے۔ کسی کو کہتے تھے کہ تم شمال میں جاؤ مَیں جنوب میں جاتا ہوں تا کہ زیادہ سے زیادہ لوگوں میں احمدیت کا پیغام پہنچے۔ اور ہمیشہ مسکراتے رہتے۔ ان کے ساتھ کام کرنے والے اَور نوجوان مربیان بھی ہیں اور دوسرے لوگ بھی، انہوں نے بھی یہی بتایا ہے کہ جماعت کی ترقی کے لیے اور تبلیغ کے لیے چھوٹا سا کام بھی کوئی کرتا تو بہت خوش ہوتے اور اس کی بڑی حوصلہ افزائی کرتے۔ اور یہ تو ہر ایک نے لکھا ہے کہ ہر وقت مسکراتے رہتے تھے۔ صلح جُو تھے۔ زمانہ طالب علمی میں بھی اگر دوستوں میں کوئی ناراضگی ہو جاتی تو ہمیشہ صلح کرواتے اور یہ کہتے کہ احمدی ہیں اور کسی بھائی کے لیے دل میں رنجش نہیں ہونی چاہیے۔ میں نے بھی ہمیشہ انہیں مسکراتے دیکھا ہے۔ خلافت سے بھی بے انتہا وفا کا تعلق تھا اور جیسا کہ میں نے بتایا ان کے بچے بھی یہی بتاتے ہیں کہ ہمیں بھی یہی کہتے تھے خلافت سے تعلق رکھو اور خط لکھتے رہا کرو۔

ایک نومبائع نارِیش صاحب کہتے ہیں کہ مَیں مختلف غیر احمدی مسجدوں میں جا کر حقیقی اسلام کی تلاش کیا کرتا تھا۔ جب میں مولانا طالب سے ملا تو اسی وقت دلیلیں سننے سے پہلے میرے ذہن پر ایک بہت اچھا اثر پڑنا شروع ہو گیا اور اسی وجہ سے پھر انہوں نے بیعت بھی کر لی۔ بہرحال طالب یعقوب صاحب نے وقف کو بھی کامل شرح صدر کے ساتھ نبھایا اور کبھی کوئی عذر نہیں کیا۔ یہی کہتے تھے کہ خلیفہ وقت جہاں بھی لگائیں کام کرنا ہے اور اگر مجھے کہیں گے کہ پاکستان میں رہو، پاکستان میں کہیں پوسٹنگ ہوتی ہے تو پھر اپنے ملک واپس نہیں جانا تو اس کے لیے بھی تیار ہوں۔ اور پھر عملی طور پر اس تیاری کے لیے پاکستان کے عرصے میں یہ پنجابی بھی سیکھنے کی کوشش کرتے رہے کہ اگر یہاں لگا دیا تو پنجابی لوگوں سے بھی واسطہ پڑ سکتا ہے تو پنجابی سیکھتے رہے۔ اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے اور درجات بلند کرے۔ ان کے بیوی بچوں کی حفاظت فرمائے اور ان کو یہ نیکیاں جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔‘‘

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی مکرم طالب یعقوب صاحب مرحوم اور ان کے اہل وعیال کے بارہ میں کی جانے والی دعائیں قبول فرمائے۔ آمین

بقیہ: فرمان خلیفۂ وقت...... از صفحہ 1

مانگی کہ وہ نبی جو آیات پڑھ کر سنائے، کتاب اور حکمت سکھائے اور نفسوں کو پاک کرے تو اس دعا سے پہلے اپنے لئے اور اپنی ذریت کے لئے بھی یہ دعا مانگی کہ رَبَّنَا وَاجۡعَلۡنَا مُسۡلِمَیۡنِ لَکَ وَمِنۡ ذُرِّیَّتِنَاۤ اُمَّۃً مُّسۡلِمَۃً لَّکَ ۪ وَاَرِنَا مَنَاسِکَنَا (البقرۃ: 129) کہ اے ہمارے ربّ! ہم دونوں کو اپنا فرمانبردار بنا اور ہماری اولاد میں سے بھی ایک فرمانبردار جماعت بنا اور ہمیں ہمارے عبادت کے طریق بتا۔

پس عبادت کے بغیر وہ مقصد پورا نہیں ہو سکتا جس کے لئے انبیاء آتے ہیں اور جس کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انسانِ کامل اور اوّل المسلمین تشریف لائے۔ اللہ تعالیٰ کی تعلیم اور حکمت کی باتوں کی سمجھ اس وقت آتی ہے جب نفس میں پاکیزگی ہو۔ اور نفس کی پاکیزگی اس وقت آتی ہے جب عبادت کے اسلوب آتے ہوں، جب خدا تعالیٰ رہنمائی فرمائے اور اس عبادت کے طریق سکھائے جو اس کے ہاں مقبول ہوتی ہے۔

(خطبۂ جمعہ فرمودہ 9 اپریل 2010ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION — Download on the App Store — GET IT ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

آج کی دعا

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ لِلّٰهِ تَعَالٰى تِسْعَةً وَّتِسْعِينَ اسْمًا مِائَةً غَيْرَ وَاحِدٍ مَنْ أَحْصَاهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ هُوَ اللّٰهُ الَّذِى لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيمُ الْمَلِكُ الْقُدُّوسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ الْغَفَّارُ الْقَهَّارُ الْوَهَّابُ الرَّزَّاقُ الْفَتَّاحُ الْعَلِيمُ الْقَابِضُ الْبَاسِطُ الْخَافِضُ الرَّافِعُ الْمُعِزُّ الْمُذِلُّ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ الْحَكَمُ الْعَدْلُ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ الْحَلِيمُ الْعَظِيمُ الْغَفُورُ الشَّكُورُ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ الْحَفِيظُ الْمُقِيتُ الْحَسِيبُ الْجَلِيلُ الْكَرِيمُ الرَّقِيبُ الْمُجِيبُ الْوَاسِعُ الْحَكِيمُ الْوَدُودُ الْمَجِيدُ الْبَاعِثُ الشَّهِيدُ الْحَقُّ الْوَكِيلُ الْقَوِىُّ الْمَتِينُ الْوَلِيُّ الْحَمِيدُ الْمُحْصِى الْمُبْدِئُ الْمُعِيدُ الْمُحْيِى الْمُمِيتُ الْحَىُّ الْقَيُّومُ الْوَاجِدُ الْمَاجِدُ الْوَاحِدُ الصَّمَدُ الْقَادِرُ الْمُقْتَدِرُ الْمُقَدِّمُ الْمُؤَخِّرُ الْأَوَّلُ الْآخِرُ الظَّاهِرُ الْبَاطِنُ الْوَالِىَ الْمُتَعَالِى الْبَرُّ التَّوَّابُ الْمُنْتَقِمُ الْعَفُوُّ الرَّءُوفُ مَالِكُ الْمُلْكِ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ الْمُقْسِطُ الْجَامِعُ الْغَنِىُّ الْمُغْنِى الْمَانِعُ الضَّارُّ النَّافِعُ النُّورُ الْهَادِى الْبَدِيعُ الْبَاقِى الْوَارِثُ الرَّشِيدُ الصَّبُورُ

(جامع ترمذی أَبْوَابُ الدَّعَوَاتِ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بَابُ إِنَّ لِلّٰهِ تِسْعَةً وَتِسْعِينَ اسْمًا حدیث:۳۵۰۷)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے ننانوے (۹۹) نام ہیں جو زندگی میں ان کو مدنظر رکھے گا اور ان کا مظہر بننے کی کوشش کرے گا وہ جنت میں جائے گا۔ پھر آپ نے مندرجہ بالا نام بتائے۔

قبولیتِ دعا کا ان اسمائے حسنہ سے گہرا تعلق ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

وَلِلّٰهِ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا

(سورۃ الاعراف:181)

ترجمہ: اور اللہ ہی کے سب خوبصورت نام ہیں۔ پس اُسے ان (ناموں) سے پکارا کرو۔ (اس سے دعا کرو)

ام المومنین حضرت عائشہؓ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے عائشہ! تجھے پتہ ہے اللہ تعالیٰ نے مجھے وہ نام بتادیا ہے جس کے واسطے سے جب اسے پکارا جائے تو وہ قبول فرماتا ہے؟ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسولؐ! میرے ماں باپ آپ پر قربان! مجھے بھی سکھا دیجیے۔ آپ نے فرمایا: اے عائشہ! وہ تیرے لئے مناسب نہیں۔ انہوں نے کہا: میں کچھ دیر ایک طرف بیٹھی رہی، پھر میں اٹھی اور رسول اللہ ﷺ کے سرمبارک کو بوسہ دے کر عرض کیا: اللہ کے رسول! مجھے سکھا دیجیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے عائشہ یہ بات تمہارے لیے مناسب نہیں کہ میں تمہیں وہ سکھاؤں۔ تمہارے لیے مناسب نہیں کہ اس کے وسیلے سے دنیا کی کوئی چیز مانگو۔ ام المومنین رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے اٹھ کر وضو کیا، پھر دو رکعت نماز پڑھی، پھر میں نے کہا: اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَدْعُوكَ اللّٰهَ، وَأَدْعُوكَ الرَّحْمٰنَ، وَأَدْعُوكَ الْبَرَّ الرَّحِيمَ، وَأَدْعُوكَ بِأَسْمَائِكَ الْحُسْنَى كُلِّهَا، مَا عَلِمْتُ مِنْهَا، وَمَا لَمْ أَعْلَمْ، أَنْ تَغْفِرَ لِي وَتَرْحَمَنِي ۔۔۔ یا اللہ! میں تجھے اللہ کہتی ہوں، میں تجھے رحمان کے نام سے پکارتی ہوں، میں تجھے برُ رحیم پکارتی ہوں، میں تجھے تیرے تمام بہترین ناموں کا واسطہ دیتی ہوں جو نام مجھے معلوم ہیں اور جو معلوم نہیں (ان سب ناموں کا واسطہ دے کر دعا کرتی ہوں) کہ میری مغفرت فرمادے اور مجھ پر رحمت فرمادے۔ حضرت عائشہؓ کہتی ہیں: پھر رسول اللہ ﷺ خوب ہنسے اور فرمایا: وہ انہیں ناموں میں ہے جن کے وسیلے سے تو نے دعا کی ہے۔

(سنن ابنِ ماجہ کتاب الدعاء)

مرسلہ: مریم رحمٰن

بقیہ: دربارِ خلافت..... از صفحہ 2

بقیہ: دربارِ خلافت..... از صفحہ 2

پر چلانے کی کوشش کریں جس کی نشاندہی اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمادی ہے اور جس کو کھول کر زمانے کے امام حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور مہدی موعود نے ہمارے سامنے رکھ دیا ہے۔ اگر ہم نے اس اصول کو حقیقت میں پکڑ لیا تو چاہے پاکستان کے طاقتور ہوں یا انڈونیشیا کے یا بنگلہ دیش کے یا کسی عرب ملک کے یا کسی بھی ملک کے ہوں، وہ سب طاقتوں اور قدرتوں والے خدا کے سامنے کچھ بھی حیثیت نہیں رکھتے۔ جس کے علم نے یہ لکھ چھوڑا ہے کہ اللہ والے ہی غالب آیا کرتے ہیں۔ جن کے پیچھے اللہ تعالیٰ کی مدد اور تائید ہو وہی غالب آیا کرتے ہیں۔ پس ان مخالفین کو چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر کے اشارے کو سمجھیں اور اپنی اصلاح کی کوشش کریں ورنہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر نے تو غالب آنا ہے۔ اُس وقت کوئی عذر کام نہیں آئے گا کہ یہ وجہ ہوگئی اور وہ وجہ ہوگئی۔ جب اللہ تعالیٰ کی آخری تقدیر چلتی ہے تو پھر سب کچھ فنا ہو جاتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے بعض اقتباسات پیش کرتا ہوں۔ ایک جگہ آپ نے فرمایا کہ:

’’خدا تعالیٰ ان متکبر مولویوں کا تکبر توڑے گا اور انہیں دکھلائے گا کہ وہ کیونکر غریبوں کی حمایت کرتا ہے اور شریروں کو جلتی ہوئی آگ میں ڈالتا ہے۔ شریر انسان کہتا ہے کہ میں اپنے مکروں اور چالاکیوں سے غالب آجاؤں گا اور میں راستی کو اپنے منصوبوں سے مٹا دوں گا۔ اور خدا تعالیٰ کی قدرت اور طاقت اسے کہتی ہے کہ اے شریر میرے سامنے اور میرے مقابل پر منصوبہ باندھنا تجھے کس نے سکھایا؟ کیا تُو وہی نہیں جو ایک ذلیل قطرہ رحم میں تھا؟ کیا تجھے اختیار ہے جو میری باتوں کو ٹال دے؟‘‘۔

(کرامات الصادقین روحانی خزائن جلدنمبر 7 صفحہ 67)

(خطبہ جمعہ 4/ مارچ 2011ء)

02 اپریل 2021ء		طلوعِ فجر	غروبِ آفتاب
مکہ مکرمہ	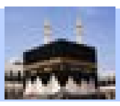	04:56	18:36
مدینہ منورہ	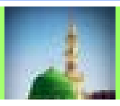	04:54	18:38
قادیان	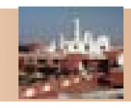	04:53	18:49
ربوہ		04:33	18:28
اسلام آباد ٹلفورڈ		05:07	19:38